

پاکستانی حلال معیارات میں فقہی مداخلت: تجزیاتی مطالعہ
Jurisprudential Intervention in Pakistani Halal Standards: An Analytical Study

Syeda Mahjbeen

PhD Research Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah,
MY University, Islamabad :
syedamahjbeen25@gmail.com

Dr. Bushra Subhan

Assistant Professor, Institute of Islamic Studies and Shariah,
MY University, Islamabad :
bushra.furqan@myu.edu.pk

Abstract:

Islamic beliefs mandate the consumption of halal food. Muslim jurists have worked tirelessly to provide Muslims with guidelines and foundational ideas based on Hadiths and verses from the Quran. Islamic history contains examples of halal standardization, such as stamping from the time of Hazrat Usman (رضی اللہ عنہ) which used certain indicators to distinguish between halal and haram. Governments have begun to take an interest in Halal Standardization since the advent of contemporary techniques and technology. Nowadays, one of the biggest industries in the world is halal standardization, and one of its main components is the standardization of food. Given that Pakistan adheres to the Hanafi and Shafi schools of Islamic law, this study sheds light on how these schools' legal rulings impact standards in Pakistan. Using a few examples of standards and an examination of how these distinctions really expand the scope of standardization, the essay attempts to explore the nature of the juristic differences between Hanafi and Shafi.

Keywords: Jurisprudence, rulings, halal food; juristic differences; Pakistan.

پاکستانی حلال معیارات میں فقہی مداخلت: تجزیاتی مطالعہ

تمہید

اسلامی عقائد حلال کھانے کے استعمال کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ مسلم فقہاء نے مسلمانوں کو احادیث اور قرآن کی آیات پر مبنی رہنما اصول اور بنیادی نظریات فراہم کرنے کے لیے انتھک محنت کی ہے۔ اسلامی تاریخ میں حلال معیار بندی کی مثالیں ملتی ہیں، جیسے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے سے مہر لگانا، جس میں حلال اور حرام میں فرق کرنے کے لیے مخصوص اشارے استعمال کیے جاتے تھے۔ عصری تکنیک اور ٹیکنالوجی کی آمد کے بعد سے حکومتوں نے حلال اسٹینڈرڈائزیشن میں دلچسپی لینا شروع کر دی ہے۔ آج کل، دنیا کی سب سے بڑی صنعتوں میں سے ایک حلال معیاری بنانا ہے، اور اس کے اہم اجزاء میں سے ایک خوراک کی معیاری کاری ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ پاکستان اسلامی قانون کے حنفی اور شافعی مکاتب فکر کی پابندی کرتا ہے، یہ مطالعہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ ان اسکولوں (حنفی اور شافعی) کے قانونی احکام پاکستان میں معیارات کو کس طرح متاثر کرتے ہیں۔ معیارات کی چند مثالوں کے استعمال اور اس بات کی جانچ کے ذریعے کہ یہ امتیازات کس طرح معیاری کاری کے دائرہ کو بڑھاتے ہیں، مقالے میں حنفی اور شافعی کے درمیان فقہی اختلافات کی نوعیت کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پاکستان ایک مسلم ملک ہے۔ وہ عملی زندگی اور مذہبی پہلوؤں کو آسان بنانے کے لیے فقہ پر انحصار کرتا ہے۔ فقہ کے چار بڑے مکاتب فکر میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سب سے آگے ہیں، ان کے بعد امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ تیسرے نمبر پر امام شافعی اور چوتھے نمبر پر امام احمد بن حنبل ہیں۔ ان چاروں ائمہ کے شاگردوں کا نمایاں سلسلہ ہے۔ فقہ کے شعبے کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے، جس کا مقصد ان لوگوں کو منظم کرنا ہے جو اس کی ترقی میں حصہ ڈالتے ہیں۔ پاکستان میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی تعلیمات کے پیروکار غالب ہیں۔ علماء کے کام بنیادی طور پر قرآن و سنت کے بعد احکام و اصول کے گرد گھومتے ہیں۔ وہ احکام اور اصولوں کو جامع وضاحت اور باریک بینی کے ساتھ بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اس دور میں علماء نے معاملات کو واضح کرنے کے لیے اپنے اپنے اصول بنائے اور بعض مسائل پر مختلف نقطہ نظر پیش کیا۔ یہ تمام سرگرمیاں قرآن و سنت کی روح سے چلتی ہیں۔ مختلف سلطنتوں نے بھی اس کوشش کو عملی طور پر اسلامی قانون کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے نافذ کیا۔ حلال معیارات کھانے، پینے، لباس، زینت، سجاوٹ وغیرہ سے متعلق قواعد کے لیے عصری سائنسی

نظاموں سے متعلق ہیں جبکہ حلال معیارات کے فیصلے اور اصول شریعت میں موجود ہیں، ان کا جدید اطلاق بڑے پیمانے پر معاشرے کے اندر حالیہ دنوں میں زور پکڑا۔ مختلف ادوار میں حلال معیارات پر کام ہوتا رہا ہے۔ عثمانی دور میں، انہوں نے کھانے کی اشیاء پر "tahir adir" کے لیبل کی مہر لگائی، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ حلال ہے، جس میں کسی بھی قسم کے حرام پہلو نہیں ہیں۔ اس نقطہ نظر میں صحت کے فوائد بھی شامل ہیں۔¹

قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ کھانا "طیبان" یعنی حلال اور پاک ہونا چاہیے۔ جیسا کہ:

"اے لوگو! ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں حلال، پاکیزہ

کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، بے شک وہ

تمہارا کھلا دشمن ہے۔"²

یہ دونوں اصطلاحات قرآن میں استعمال ہوئی ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمانوں نے انفرادی طور پر اس پر کاربند رہے ہیں اور جدید دور میں اسے ایک بہتر اور زیادہ سماجی ڈھانچے میں ضم کر دیا ہے، جس کی بنیاد قرآنی حکم پر رکھی گئی ہے۔

1. بنیادی تین میں سے پہلا اصول خوراک کی حفاظت ہے۔ یہ ہر انسان کے لیے رزق کی فراہمی

کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ خواہ کوئی شخص کسی کا غلام ہو یا زنجیروں میں قید، رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ اس حد تک کہ اگر کوئی اپنے کھانے اور رزق میں کمی محسوس کرے اور مدد کے لیے بھیک مانگے تو اسے صدقہ کرنا چاہیے۔ بنیادی رزق کم از کم اتنا ہونا چاہیے کہ انسان زندہ رہ سکے۔ جیسا کہ:

"تیرے ذمے انہیں ہدایت دینا نہیں اور لیکن اللہ ہدایت دیتا

ہے جسے چاہتا ہے اور تم خیر میں سے جو بھی خرچ کرو گے سو

¹ مفتی سید عارف علی شاہ الحسینی، حلال سرٹیفیکیشن، شریعت کی روشنی میں، (پاکستان: سنہا حلال ایسوسی ایٹس پاکستان، دوسرا ایڈیشن، جون 2017)،

پاکستانی حلال معیارات میں فقہی مداخلت: تجزیاتی مطالعہ

تمہارے اپنے ہی لیے ہے اور تم خرچ نہیں کرتے مگر اللہ کا چہرہ طلب کرنے کے لیے اور تم خیر میں سے جو بھی خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا ادا کیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ [272] (یہ صدقات) ان محتاجوں کے لیے ہیں جو اللہ کے راستے میں روکے گئے ہیں، زمین میں سفر نہیں کر سکتے، ناواقف انہیں سوال سے بچنے کی وجہ سے مال دار سمجھتا ہے، تو انہیں ان کی علامت سے پہچان لے گا، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے، اور تم خیر میں سے جو خرچ کرو گے سو یقیناً اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔ [273] وہ لوگ جو اپنے اموال رات اور دن، چھپے اور کھلے خرچ کرتے ہیں، سو ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ [274]³

2. دوسرا اصول فوڈ کوالٹی ہے، یعنی کھانے کا معیار ایسا ہونا چاہیے کہ وہ خالص اور صاف ہو۔ یہ صحت کے لیے نقصان دہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں تین پہلوؤں پر غور کیا جاتا ہے۔ اس کی شکل قابل قبول ہونی چاہیے، یعنی اس کی ظاہری شکل اس کے سائز، قدرتی شکل اور خصوصیات کے مطابق ہونی چاہیے۔ اسے دلکش ہونا چاہیے، یعنی اس کا رنگ بھوک کو دور نہ کرے۔

3. تیسرا پہلو یہ ہے کہ اس کا ذائقہ اس حد تک زیادہ نہ ہو کہ اس کا استعمال ناگوار ہو جائے۔

³ القرآن: 2: 272-274

کھانے کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ کھانا اتنا محفوظ ہونا چاہیے کہ صحت کے لیے فائدہ مند ہو۔ یہ صحت کے لیے نقصان دہ نہیں ہونا چاہیے اور صحت کے بہتر نتائج میں حصہ ڈالنا چاہیے۔ یہ حلال معیارات کے بنیادی اصول ہیں۔ ان تین بنیادی اصولوں کے ساتھ اب دنیا نے اپنی توجہ حلال معیارات کی طرف موڑ دی ہے۔ ان تین بنیادی اصولوں کے بعد معیارات کا ایک تفصیلی اور ضروری مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ کار میدان میں پیداوار سے لے کر صارفین کے گھروں اور کھانے کی میزوں تک پہنچنے تک تمام مراحل اور مواقع کے لیے معیارات قائم کرتا ہے۔ ان اصولوں کے علاوہ دیگر ضروری تقاضوں کو بھی طریقہ کار اور ساختی پہلوؤں میں مد نظر رکھا جاتا ہے۔ یہ تمام اصول، ضابطے اور رہنما اصول قرآن نے فراہم کیے ہیں۔ اب کسی بھی ملک کی حکومتیں اور متعلقہ حکام اسے نظام اور قوانین کی شکل میں نافذ کر رہے ہیں۔

مستقل مزاجی کے نام پر معیارات اور یکسانیت

نیوٹریشن سائنسز کے میدان میں لامحدود ترقی کی وجہ سے اس نے نمایاں اہمیت حاصل کی ہے۔ کھیت سے متعلق کسی بھی چیز میں، خواہ وہ کھانے پینے کی چیزیں ہوں یا دیگر اشیاء، ہمیشہ حلال (جائز) اور حرام (حرام) اجزاء کی ان کے ساختی پہلوؤں کے مطابق تعمیل کی فکر رہتی ہے۔ مختلف پس منظر رکھنے والے افراد، مسلمان اور غیر مسلم دونوں، اشیاء کی پیداوار میں شامل ہیں، گلوبلائزیشن نے دنیا کے ایک کونے میں پیدا ہونے والی اشیاء کو فوری طور پر دوسرے کونے میں دستیاب کرنا ممکن بنایا ہے۔ نیوٹریشن سائنسز میں پیش رفت کی بدولت یہ مصنوعات نہ صرف دنوں بلکہ مہینوں اور سالوں تک محفوظ رہتی ہیں۔ ان تمام مراحل میں حلال معیارات کی یکسانیت کو برقرار رکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسلام نے اس سلسلے میں رہنمائی فراہم کی ہے۔ ایسے طریقے سے اشتہار دینا جو اصولوں، فطرت اور شریعت سے متصادم ہو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ بعض اوقات اشتہارات کی وجہ سے یکسانیت اور معیارات میں تضادات اور انحرافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ آج کل، آن لائن خرید و فروخت کی وجہ سے، یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ مطلوبہ

پاکستانی حلال معیارات میں فقہی مداخلت: تجزیاتی مطالعہ

پروڈکٹ متوقع معیار پر پورا نہیں اترتی۔ جس طرح اسلام نے عام زندگی کے لیے یکسانیت برقرار رکھنے کے لیے اصول اور معیار قائم کیے ہیں، اسی طرح اشیائے خوردونوش کے لیے بھی رہنمائی موجود ہے۔⁴ مشتبہ امور اور بدعات سے بچنے کے لیے اسلام نے ہدایات دی ہیں۔ اسی طرح ناپاک برتنوں سے حلال کھانے سے اجتناب کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے اور حلال کھانے کے آداب اور شرائط بھی بیان کی گئی ہیں۔ احادیث کی کتب بالخصوص صحیح البخاری اور دیگر نے ان موضوعات کے لیے حصے مختص کیے ہیں۔ پاکستان نے حلال معیارات پر خصوصی توجہ دی ہے۔ پاکستان نے بہتری کے لیے فقہ کی رہنمائی مانگی ہے۔ پاکستان میں حنفی (رحمۃ اللہ علیہ) فقہ کے پھیلاؤ کے باوجود، انہوں نے صارفین کو بہت سہولت فراہم کی ہے۔ فقہ میں اختلاف کے باوجود، وہ دوسرے فرقوں کا احترام کرتے ہیں اور ان کے فتوؤں (مذہبی احکام) پر عمل کرتے ہیں۔⁵

حلال فوڈ! امکانات و خدشات

لفظ فوڈ سے مراد کھانے پینے کی اشیاء ہیں، لیکن یہ ایک محدود تصور ہے، آج کل حلال فوڈ کی اصطلاح وسیع تر سیاق و سباق میں استعمال ہوتی ہے اور اس سے مراد صرف بیف، چکن، مٹن، اور ڈیری اور بیکری کی مصنوعات نہیں بلکہ خوراک، مشروبات، ادویات، کاسمیٹکس بشمول ادویات، خدمات، آرائشی اور نمائشی سامان اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات سب مراد ہیں۔ مستقبل قریب میں، یہ اصطلاح زیادہ عام اور وسیع ہو جائے گی اور اگلے چند سالوں میں، مصنوعات کی فنانسنگ، سوریسنگ، پروسیسنگ، اسٹوریج اور مارکیٹنگ وغیرہ سب حلال فوڈ کے دائرہ کار میں آجائیں گے۔ یہ ممکن ہے کہ جس طرح زرعی لائیو سٹاک سپلائی چین کے تمام اسٹیک ہولڈرز، جیسے کسانوں، سپلائرز، ٹرانسپورٹ کمپنیوں اور تاجروں اور مینوفیکچررز کو حلال خوراک کے معاملے میں، خام مال سے لے کر ایک مربوط سطح پر لایا جا رہا ہے۔ حلال نظام کو سختی سے صارف تک پہنچایا جائے اور نہ صرف یہ کہ پروڈکٹ کا مواد اور تیاری اور پیکیجنگ اور لیبلنگ اور

⁴ ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد بن علی الحروی، دھم الکلام والصلح، (المدینۃ المنورہ: مکتبۃ العلوم والحکم، 1st ایڈیشن، 1998، جلد 2)، 204۔

⁵ محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ البخاری الجعفی، صحیح البخاری، (بیروت: دار طاق النجات، پہلا ایڈیشن، 1422ھ، جلد 3)، 39۔

ٹرانسپورٹیشن وغیرہ حلال طریقے سے کی جائے بلکہ ان تمام مراحل میں بھی جہاں اس کے عوامل بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث ہوں اور اس میں استعمال ہونے والا سرمایہ بھی حلال ہونا چاہیے۔

کھانے کا یہ مستقبل افلاطون کی آسمانی بادشاہی کی طرح تھوڑا خیالی اور نظریاتی لگتا ہے، لیکن حلال کی بڑھتی ہوئی مانگ تصویر کو رنگ دے رہی ہے اور ریاستوں کے معاشی مفادات اس میں جان ڈال دیں گے۔ معاشی اعداد و شمار اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں کہ حلال خوراک کا دائرہ بڑھ رہا ہے اور پھیل رہا ہے۔ اس کا واضح ثبوت کچھ عرصہ قبل ورلڈ حلال فورم کی جائزہ رپورٹ ہے کہ اس وقت حلال خوراک کی تجارت کا حجم 650 ارب ڈالر سالانہ ہے۔ اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اس بڑھتے ہوئے حلال کاروبار اور مسلسل بڑھتی ہوئی مارکیٹ کی وجہ سے ایک مسلم ملک کا اس میدان میں کئی لحاظ سے پیچھے رہ جانا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ سب سے بڑا نقصان ریاست کے نقطہ نظر سے معاشی ہے، کیونکہ معاشی فائدہ اب ایک ایسا خدا ہے جس کی ہر جگہ پوجا کی جاتی ہے اور ہر کوئی چاہے وہ فرد ہو یا ریاست، اس کے سامنے گھٹے ٹیکنے لگتا ہے۔ مسلمانوں کی کل تعداد کا ستر فیصد حلال کو ترجیح دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم صارفین بھی حلال پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حلال کا ٹریڈ مارک ایک مقبول علامت بن گیا ہے اور اس علامت کے بغیر صحت اور مصنوعات کی ضمانت صارفین کے ایک بڑے طبقے سے محروم ہے۔ اگر مال حلال سرٹیفیکیٹڈ نہیں ہے، اگر اسے بیرون ملک ایکسپورٹ کیا جائے تو وہ بندرگاہ پر ہی رہتا ہے اور وہاں کے حکام برآمد کنندگان سے حلال سرٹیفیکیشن طلب کرتے ہیں۔ اگر حلال سرٹیفیکیٹڈ بیرون ملک حاصل کیا جائے تو دیگر مشکلات کے علاوہ اشیا کی قیمت بھی کافی بڑھ جاتی ہے۔

یہ سن کر خوشی ہوئی کہ حلال کی بین الاقوامی مارکیٹ تین ٹریلین ڈالر تک پہنچ گئی ہے، لیکن یہ جان کر افسردہ ہوتا ہے کہ جس طرح بین الاقوامی سیاست میں مسلمانوں کا کوئی وزن نہیں ہے، اسی طرح حلال کا بھی کوئی وزن نہیں ہے۔ تجارت میں مسلم ممالک کا حصہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ صرف خلیجی ممالک حلال کی درآمدات پر 44 ارب ڈالر خرچ کر رہے ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلم ملک ہے، لیکن اسے گوشت فراہم کرنے والا سب سے بڑا برباد ہے، حالانکہ حلال ہمارا لوگوں کے علمبردار، سب سے پہلے وکیل اور دنیا کو روشن کرنے والے ہیں۔ دوسری طرف غیر مسلم اس میدان میں نہ صرف دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ ان کا مقصد اس سکیم کو اپنے کنٹرول میں رکھنا ہے۔ اگر وہ لوگوں کے رجحان کو دیکھ کر اور ان کے معاشی فوائد کو دیکھتے ہوئے لوگوں کو اسلامی بینکنگ کی سہولت فراہم کر سکتے ہیں تو ان کے لیے حلال خوراک کا انتظام کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟! ان کی حالیہ کوشش یہ ہے کہ اپنے اپنے ممالک میں حلال اور حرام کے اپنے معیارات مرتب کریں اور اس کے مطابق سرٹیفیکیشن

پاکستانی حلال معیارات میں فقہی مداخلت: تجزیاتی مطالعہ

اور ریگولیشن کا انتظام کریں۔ جب وہ اپنے قوانین اور ادارے قائم کریں گے تو مسلم حلال سرٹیفیکیشن باڈیز خود ان کے ممالک سے باہر ہو جائیں گی۔ اگر معاملہ صرف اس حد تک محدود ہوتا کہ وہ اپنے ممالک میں حلال سرٹیفیکیشن کے ادارے قائم کرتے تو مذہبی نقطہ نظر سے کوئی مسئلہ نہ ہوتا، کیونکہ وہ اپنے قوانین میں آزاد ہیں اور مسلمانوں کا ان پر کوئی اختیار نہیں ہے، لیکن ایسا ہے۔ افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ مسلم ملک پاکستان نے بھی انہیں حلال سرٹیفیکیشن کی اجازت دے رکھی ہے۔

حلال سرٹیفیکیشن

حلال سرٹیفیکیشن کا طریقہ کار حلال کھانا اسلامی قانون کے مطابق تیار کیا جاتا ہے لیکن اسے خطرات کے تجزیہ کے اہم کنٹرول پوائنٹس اور اچھے مینوفیکچرنگ طریقوں کی بھی تعمیل کرنی چاہیے۔ سرٹیفیکیشن باڈی کے پاس اس بات کی یقین دہانی کے لیے تکنیکی اہلیت ہونی چاہیے کہ مذہبی تقاضے اور خوراک کی حفاظت کے معیارات دونوں پورے ہوں۔ کسی بھی کھانے کی مصنوعات کو حلال سرٹیفیکیشن کا نشانہ بنایا جاسکتا ہے، بشمول پروسیسنگ ایڈز۔ مثال کے طور پر، ایکٹیویٹڈ کاربن، جو کہ فوڈ انڈسٹری میں ایک واضح ایجنٹ کے طور پر استعمال ہوتا ہے، اس کا ایک ذریعہ ہے جو صرف سبزیوں پر مبنی نہیں ہے، جس کا مطلب ہے کہ یہ ہمیشہ حلال نہیں ہوتا ہے: اس لیے، تصدیق کرنے والے کو اس شعبے کا ماہر ہونا چاہیے۔⁶

حلال کی تعمیل کی درست جانچ سے گزرنے کے لیے فوڈ ٹیکنالوجی۔ فوڈ پروڈکٹ کی تصدیق کرنے کا اہم نکتہ یہ ہے کہ منتخب حلال معیار کے لیے اس کی مناسبت کو یقینی بنایا جائے، ایک تصوراتی ماڈل کی پیروی کرتے ہوئے جسے ماخذ-ساخت-مینوفیکچرنگ کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس ماڈل کے مطابق، کھانے کے اہم ذریعہ کو واضح طور پر شناخت کرنا ہوگا تاکہ یہ تصدیق ہو سکے کہ آیا یہ سبزی، جانور، مائکرو بیل، کیمیائی، مصنوعی یا بائیو ٹیکنالوجی ہے۔ پھر، اس بات کی تصدیق کے لیے مرکب پر غور کیا جانا

⁶ال جے اے۔ الفقہ اللہ المذہب العرباء۔ دوسرا ایڈیشن بیروت: دار الکتب العلمیہ: 2003۔

چاہیے کہ آیا ہر ایک اہم جزو، اضافی، معاون، یا پروسیسنگ ایڈ، حلال سرٹیفیکیشن رکھتا ہے۔ غیر اہم اجزاء کے لیے، سپلائر/پروڈیوسر کی طرف سے بھرا ہوا حلال بیان کافی ہے۔⁷

آخر میں، مینوفیکچرنگ کی سہولیات کا جائزہ لینے کے لیے معائنہ کیا جانا چاہیے کہ آیا پروڈکشن لائنز صرف حلال مصنوعات کے لیے وقف ہیں یا ان کا استعمال غیر مصدقہ مصنوعات کے ساتھ اشتراک کیا گیا ہے۔ مؤخر الذکر صورت میں، غیر مصدقہ نوڈ پروڈکٹس کی تنقیدی کیفیت کو بھی چیک کیا جانا چاہیے جن کے لیے لائن استعمال کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، بغیر کسی کیمیائی مداخلت کے، اور نہ ہی پروسیسنگ ایڈز یا پرزروٹیو کے اضافے کے، خصوصی طور پر کمینیکل طریقوں سے تیار کیے جانے سے، اضافی کنواری زیتون کا تیل (EVOO) قدرتی طور پر حلال سمجھا جاسکتا ہے۔ اس لیے EVOO ایک ایسی پروڈکٹ ہے جس میں کوئی تنقید نہیں ہوتی، اور EVOO کی تیاری کے دوران پروڈکشن لائن کو حلال مخصوص طریقے سے سینٹائز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پچھلے تصورات کو ریٹ پر بھی لاگو کیا جاسکتا ہے، جو ڈیری انڈسٹری میں دودھ کے انزیمٹک جمنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کویگولیشن ایک پروسیسنگ مرحلہ ہے جو حلال کریٹیکل کنٹرول پوائنٹ (حلال سی سی پی) سے وابستہ ہے۔ ریٹ، درحقیقت، عام طور پر ایک نوجوان جانور کے پیٹ (عام طور پر ایک بچھڑا) سے یا متبادل طور پر، مائکروہیل ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔

ریٹ کی حلال موزونیت کی تصدیق کرنے کے لیے، نوڈ ٹیکنولوجسٹ کو اس کا ماخذ چیک کرنا ہوگا۔ یہ تنقید بہت زیادہ ہے کیونکہ پورسائن ریٹ ماضی میں کچھ پنیروں میں استعمال ہوتا تھا، اور آج بھی اطالوی "پیکورینو ڈی فرینڈولا" کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر وسیلہ بھی جائز جانور ہے تو اسے حلال ذبح کرنا ضروری ہے۔ دریں اثنا، اگر ریٹ مائکروہیل ماخذ سے آتا ہے، جو بوائین کیموسین جینز کی نقل کے ذریعے تیار کیا جاتا ہے، تو حلال سرٹیفائر کو مائکروہیل کی نشوونما کے لیے استعمال ہونے والے سبسٹریٹ کو چیک کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں پروٹین یا جانوروں کی اصل کے دیگر مواد شامل ہو سکتے ہیں۔ فرمینٹیشن (حلال سی سی پی) کے لیے استعمال ہونے والے کرسٹل اسٹارٹرز کے لیے سبسٹریٹ کو

⁷ ولسن سی، ٹرائی سی، دی پوری ہاگ: اوکٹ کے علاوہ ہر چیز کے لیے ترکیبیں اور علم۔ لندن: پبلیشنگ کتب؛ 2012.

پاکستانی حلال معیارات میں فقہی مداخلت: تجزیاتی مطالعہ

بھی چیک کرنا ہوگا۔ لہذا، ابال ایک حلال سی سی پی کے ساتھ منسلک ایک اور پروسیسنگ مرحلہ ہے، اور ابتدائی تجارتی پروڈیوسرز کو حلال سے تصدیق شدہ ہونا ضروری ہے۔⁸

فقہ: ایک علمی تحقیق

فقہ اسلامی فقہ کے اندر بنیادی معاملات کو حل کرنے کے لیے قانونی اصولوں کا منظم مطالعہ اور اطلاق ہے۔ یہ ایک فریم ورک کے طور پر کام کرتا ہے جس کے ذریعے مسائل کو شریعت کے مطابق حل کیا جاتا ہے۔ فقہ مذہبی قانونی حیثیت کے معاملات کو سنبھالنے میں سب سے اوپر ہے۔ فقہ کی گفتگو میں دو قسمیں شامل ہیں: ایک وہ جو الہی الہامات سے اخذ ہوتی ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پہنچائی جاتی ہے، اور دوسری جو نصوص میں رہتی ہے جو غلطیوں یا تبدیلیوں سے محفوظ ہے۔ مؤخر الذکر زمرہ غلطیوں یا انحراف کی کوئی گنجائش نہیں دیتا اور نہ ہی مستقبل میں کوئی امکان پیدا ہوگا۔ ان نصوص سے انحراف ناقابل قبول ہے اور ان سے لاتعلقی ناقابل برداشت ہے۔ اللہ لوگوں کو ان احکام پر عمل نہ کرنے کے لیے جوابدہ ٹھہراتا ہے، اور بالترتیب عمل یا نافرمانی کرنے والوں کو جزا یا سزا کا انتظار ہے۔ یہ نصوص قانون اور فرمان کے طور پر برقرار ہیں۔⁹

تاہم، متن کی دوسری قسم انحراف کی اجازت دیتی ہے اور، غلطیوں کی صورت میں، ضروری نہیں کہ مذمت کی جائے لیکن کمیونٹی کے لیے رہنمائی کا کام کرتی ہے۔ فقہ کے اصول اور مباحث فقہی ادب کے دائرے میں مستند ہیں۔ علامہ زر قاشی (رحمۃ اللہ علیہ) نے ان بحثوں میں غور و فکر کرتے ہوئے اپنے کام کا آغاز "البحر المحیط فی اصول الفہم" کیا۔ دیگر علماء نے بھی اس گفتگو میں حصہ لیا ہے۔ امام عبد الوہاب شیرانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے "المیزان الکبریٰ" میں اختلاف کے تقابل کے ذریعے اس کی مؤثر مثال دی

⁸ وین ڈیر پول پی ڈبلیو، شیوک ایچ، شوارٹز ٹی کے۔ شوگر ٹیکنالوجی: ڈیٹ اور کین شوگر کی تیاری۔ برلن: ہارٹیز، اے؛ 1998۔

⁹ ابو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر الزر قاشی، البحر المحیط فی اصول الفہم، (کویت: کویتی وزارت اوقاف، دوسرا ایڈیشن، 1405ھ)، جلد

ہے کہ فقہ مسائل کو حل کر سکتی ہے۔¹⁰ اس تناظر میں، ایک مضمون بعنوان "فقہی تنازعات میں امام شیرانی (رحمۃ اللہ علیہ) اور شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نقطہ نظر کا موازنہ" امام شاہ ولی اللہ کے طریق کار کی وضاحت کرتا ہے، جس میں ائمہ کے درمیان مختلف آراء کے حل میں اس کے اطلاق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کمیونٹی کے لیے علم کے وسیع وسائل پر زور دیتا ہے، رحم اور حل کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ بنیادی طور پر، جب کہ فقہ بنیادی طور پر مسئلے کے حل کے لیے کھڑا ہے، یہ فقہی تفاوت کے مصالحت کو بھی جگہ دیتا ہے۔¹¹

شرعی اصطلاحات کے ذریعے جو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے وہ مستند اہمیت رکھتی ہے۔ بہت سے الفاظ اپنے اصل یا لسانی سیاق و سباق میں معنی اور تصورات رکھتے ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ وہ معنی شریعت کے تناظر میں درست ہوں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کہ لسانی معنی کو سمجھنا ضروری ہے، شرعی معنی اور مضمرات قانونی فیصلوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس نقطہ نظر سے، شرعی اصطلاحات خاص طور پر دین کے علم کو سمجھنے کے لیے کام کرتی ہیں۔ امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے مزید واضح کیا جو اس اصطلاح سے مراد وہ علم ہے جو نفس کے لیے فائدہ مند ہے اور اس میں ایسے امور کو سمجھنا ہے جو نفس کے لیے فائدہ مند بھی ہیں اور نقصان دہ بھی۔ مزید برآں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ متنی احکام کے علاوہ، ثانوی معاملات میں قانونی نقطہ نظر کو اخذ کرنے کے لیے ثبوت کے علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس فہم کو "فقہ" کہا جاتا ہے۔¹²

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ فقہ ایک اچھی چیز ہے۔ اللہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔¹³

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو علم حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا، اور وہ مسائل کی مختلف تشریحات اخذ کرنے کے لیے آزاد استدلال (اجتہاد) اور اجماع کے عمل میں مصروف رہے۔ صحابہ کرام

¹⁰ عبد الوہاب الشعرانی، المیزان الکبری، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1998ء)

¹¹ ڈاکٹر سید احمد، ڈاکٹر محمد اعجاز، "فقہی اختلافات کے اطلاق میں امام شیرانی اور شاہ ولی اللہ کے طریقوں کا تقابلی مطالعہ"، العزہ، 35 دسمبر 2017ء۔

¹² ابن عابدین، رد المحتار علماء الدر المختار، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان، سال اشاعت: 1412 ہجری - 1992 عیسوی)، جلد 1-6۔

¹³ "Whoever Allah wishes good for, He grants him understanding of the religion" Muhammad bin Isma'il Abu Abdullah Al-Bukhari, Sahih Bukhari, Book of Knowledge.

پاکستانی حلال معیارات میں فقہی مداخلت: تجزیاتی مطالعہ

کو مختلف امور میں فقہ کی تربیت کی بنیاد پر فیصلے کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ ذکر کیا جس میں دو افراد کے درمیان جھگڑا ہوا اور انہوں نے اس معاملے کو حل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ عمرو کو دیا۔ تاہم، عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کی وجہ سے فیصلہ موخر کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کے باوجود عمرو رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح بنو قریظہ کی جنگ میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کرنے کے لیے منتخب کیا گیا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور کیا۔ یہ ان کی فیصلہ کرنے کی صلاحیت کے بارے میں نبی کی توثیق کو ظاہر کرتا ہے۔¹⁴

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اجتہاد کیا اور قرآن و حدیث کے اپنے علم کو فقہ کا حکم پہنچانے کے لیے استعمال کیا، جیسا کہ خلفائے راشدین نے بھی اسلامی فقہ کی تشکیل اور نفاذ میں اپنا کردار ادا کیا۔ جس طرح صحابہ کرام نے فقہ کے ماخذ کے لیے آیات قرآنی اور احادیث کا انتخاب کیا، خلفائے راشدین نے بھی اسی طرز پر عمل کیا۔ جب قرآن و سنت نے کسی خاص مسئلے کو براہ راست حل نہیں کیا تو انہوں نے یکجا ہو کر اتفاق رائے کو اختیار کیا۔ یہ واضح ہے کہ ان تجویز کردہ قوانین پر صدیوں سے عمل کیا جا رہا ہے اور آج بھی لاکھوں لوگ ان پر عمل پیرا ہیں۔ خلفائے راشدین کے دور کے بعد، فقہ کا علم کئی نسلوں کے علما کے ذریعے منتقل ہوا، جو کہ ممتاز اور غیر معروف دونوں تھے، اس کی تبلیغ اور تدریس میں اسی طرح حصہ ڈالتے رہے، جس طرح صحابہ نے اسے منتقل کیا تھا۔

فقہی اختلافات کی بنیادی وجہ

فقہی اختلافات کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین وقت کے ساتھ ساتھ مختلف خطوں میں مقیم تھے۔ آبادی میں اضافہ ہوا اور فتوحات کی وجہ سے غیر مسلموں نے بھی اسلام قبول کیا۔ چنانچہ

¹⁴ صحیح البخاری، کتاب جہاد اور مہم، باب: جب دشمن آدمی کے فیصلے پر قابو پالے۔

مختلف حالات کی وجہ سے فقہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ مدینہ منورہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ کوفہ میں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ؛ بصرہ میں، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ؛ شام میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ؛ اور مصر میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تفسیر اور اجتہاد کے ذریعے فقہ کے احکام کو اخذ کیا۔ ان افراد نے اپنے علم، حالات کے تناظر اور باہمی مشاورت کی بنیاد پر فیصلے کئے۔ اس عرصے کے دوران، انہوں نے اجتہاد اور استنباط کے لیے دو اہم طریقے استعمال کیے: ایک حدیث کے صریح الفاظ اور معانی سے مسائل نکالنا، جب کہ دوسرے میں نصوص سے ان کے مقاصد اور فوائد کی بنیاد پر حل نکالنا شامل تھا۔ اس سے دو گروہ پیدا ہوئے: اہل الحدیث اور اہل الرائے۔ اہل الحدیث کو مدینہ میں تسلیم کیا گیا، جبکہ اہل الرائے کی تشریحات بھی ایسے مسائل کے حل میں اثر انداز تھیں جو پہلے پیدا نہیں ہوئے تھے۔¹⁵

عراق میں تشبیہ (قیاس) کا استعمال زیادہ عام تھا۔ اہل الرائے کے رہنما امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی فقہ اور علم حدیث کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا، جیسا کہ ابن خلدون اور شہرستانی جیسے علماء کے کاموں سے ثبوت ملتا ہے۔ ائمہ کرام کے فقہی اختلاف ایک متواتر روایت بناتے ہیں۔ پوری تاریخ میں چاروں اماموں نے مختلف مسائل پر مختلف موقف ظاہر کیا۔ یہ روش زمانہ نبوت سے لے کر امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) تک برقرار رہی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف الام الموعین رب العالمین میں اس کا ذکر کیا ہے۔¹⁶

خوراک کے حوالے سے، پاکستان کا حلال معیار پی ایس-3733 کے طور پر نامزد کیا گیا ہے۔ پاکستان کو مد نظر رکھا جائے کہ یہ ہمارا ملک ہے، اور ہم اس کے قوانین پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ دریں اثنا، پاکستان کو ایک طرح سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ حلال کے مستقل معیارات قائم کرنے والا پہلا ملک تھا۔¹⁷

¹⁵ ڈاکٹر یاسر عرفات، "اسلام کے ابتدائی ایام میں فقہ اور قانونی سرگرمیوں پر حقیقی نظریات کی تحقیقات"، برجیس، 4:1 (جنوری-جون 2017)۔

¹⁶ علامہ ابن قیم، الام الموعین عن رب العالمین، (بیروت: مطبع دار الفکر، لبنان)۔

¹⁷ مفتی یوسف عبدالرزاق، حلال کے معیارات، حقیقت، وجوہات اور حل میں فرق، (پاکستان: شریعہ ریسرچ ڈیپارٹمنٹ، سنہا پاکستان، دوسرا

پاکستانی حلال معیارات میں فقہی مداخلت: تجزیاتی مطالعہ

سال 2016ء پاکستان میں حلال معیارات کے لیے فاؤنڈیشن کا قیام ہے۔ حکومت پاکستان نے کھانے پینے کی اشیاء اور متعلقہ معاملات کی نگرانی وزارت سائنس اور ٹیکنالوجی کے تحت پاکستان اسٹینڈرڈز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی کے نام سے معروف ادارے کو سونپی ہے۔ پاکستان اسٹینڈرڈز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی کا کردار خوراک کے معیارات اور مجموعی امور کا معائنہ اور تصدیق کرنا ہے۔ اس ادارے نے خوراک سے متعلق معیارات بھی وضع کیے ہیں، جنہیں PS:3733 کے نام سے جانا جاتا ہے۔ PS کا مطلب ہے پاکستانی سٹینڈرڈ، جو حلال فوڈ کے حوالے سے پاکستان کے قائم کردہ قانون سے مراد ہے۔

سال 2019ء جائزے کے دوران، بعض اوقات کچھ حذف کرنا ضروری ہوتا ہے، جس کے بعد نئے معاملات کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس عرصے میں ترامیم بھی کی جاتی ہیں۔ پاکستان کی طرف سے وضع کردہ حلال معیارات حنفی مکتبہ فکر پر مبنی ہیں، جن کی ملک میں نمایاں پیروی کی جاتی ہے۔ دینی مدارس بنیادی طور پر فقہ حنفی کی تعلیم دیتے ہیں۔ فقہی خزانوں میں امام ابوحنیفہ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ نہ صرف ان کی آراء اور مسائل موجود ہیں بلکہ امام ابو یوسف اور امام حسن الشیبانی سمیت ان کے شاگردوں کی مختلف آراء بھی دینی احکام کے اجراء کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہ فقہ کئی ادوار سے ملک میں غالب قانونی نظام کے طور پر کامیابی کے ساتھ رائج ہے۔ اسی طرح پاکستان شافعی مکتب فکر کی پیروی کرتا ہے۔¹⁸

شافعی کی فقہ کے منفرد پہلو اور دینی احکام کے اجراء میں ان کی کوششیں اپنی وسیع نوعیت کی وجہ سے فائدہ مند ہیں۔ اس فقہ کو ملک میں کامیابی سے نافذ اور آزمایا بھی جا چکا ہے۔ ان بنیادوں کی بنیاد پر، دونوں ممتاز علماء کی مختلف آراء کو مد نظر رکھا جاتا ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ کسی بھی مسئلے کا اچھی طرح سے جائزہ لیا جائے۔ ذیل میں کچھ مذہبی امور پاکستانی معیارات میں موجود ہیں:

1. کمینیکل ذبح جائز نہیں ہے۔

¹⁸ ڈاکٹر جنید اکبر، "اسلام کے ابتدائی دور میں جلیشن کے فقہی احکام"، جرنل آف اسلامک اینڈ ریلیجیئس سائنسز (جنوری-جون

2. سور اور کتے جائز نہیں ہیں۔

نجاست کی مختلف اقسام کی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ شدید نجاست کو دھونے کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔ پانی میں آبی جانوروں میں صرف مچھلی ہی جائز ہے۔ پاکستانی معیارات میں ان پانچ مذہبی امور کا ذکر کرنے کے بعد بحث پاکستان کے حلال معیارات کے ذکر کی طرف بڑھتی ہے۔

حاصل بحث

اسلامی ممالک کو اللہ کی خاص رحمتوں سے نوازا گیا ہے، جہاں یہ معیارات ایک مخصوص فقہی مکتب کی تعلیمات اور چاروں اماموں کے اجماع کی بنیاد پر قائم کیے گئے ہیں۔ ان برگزیدہ ہستیوں کی رہنمائی، جن کی تعلیمات کا ہر وقت اطلاق ہوتا ہے، اصولوں اور عمومیات کی بنیاد پر فقہی مسائل کے حل کا باعث بنی ہے۔ اس لیے ان معیارات کو وضع کرتے وقت اصولوں پر زور دیا گیا۔ یہ عمل پیغمبرانہ روایت سے ماخوذ ہے، جہاں علم و فہم رکھنے والے صحابہ نے اپنے موجودہ علم اور مہارت کی بنیاد پر لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ اسی طرح موجودہ حالات کا اطلاق محترم فقہاء پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ایک مکتب کسی خاص عمل کو حرام سمجھتا ہے، تو دوسرے مکاتب کے فقہاء اسے حلال سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افراد اپنے پاس موجود علم کی بنیاد پر جوابدہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح اختلافی مسائل کا حل دل کی تسلی پر مبنی ہے۔ عوام بھی ان حالات کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ جو علم حاصل کرتے ہیں وہ ان کے اعمال کا تعین کرتا ہے۔ اس طرح ہر ملک نے فقہ کے معاملات میں ایک امام کی پیروی کے بعد اپنا معیار قائم کیا ہے۔ یہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ مختلف حالات اور حالات کی صورت میں، کسی مسئلے کا حل تمام ممالک میں یکساں نہیں ہو سکتا۔ جس طرح ایک مکتبہ فکر عالمگیر طور پر قائم نہیں ہو سکتا، اسی طرح حلال معیارات کے عالمگیر نفاذ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

مفتی یوسف عبد الرزاق فرماتے ہیں کہ فکری طور پر یہ بات عیاں ہے کہ عالمی معیارات اصولی طور پر یکساں ہیں، مقصد اور اس پر عمل درآمد کی شرائط ہیں اور اس معیار میں تربیت یافتہ کوئی بھی آڈیٹر آڈٹ کر سکتا ہے۔ تاہم، حقیقت اس کے برعکس ہے، کیونکہ قوانین اور معیارات دو صورتوں میں آتے ہیں:

پاکستانی حلال معیارات میں فقہی مداخلت: تجزیاتی مطالعہ

1. افراد اپنے تجربات کی بنیاد پر قوانین اور معیارات مرتب کرتے ہیں، جن پر عمل کرنے سے دنیاوی مسائل کو آسانی سے حل کیا جاتا ہے، مثلاً آئی ایس او، کوڈیکس وغیرہ۔
2. اللہ تعالیٰ اپنے سچے رسولوں کے ذریعے اپنے پیروکاروں کو اطاعت، دنیاوی زندگی کی کامیابی اور بعد کی زندگی کے لیے قوانین اور معیارات سکھاتا ہے، جیسا کہ قرآن، سنت اور حلال معیارات میں پایا جاتا ہے۔ ایک ملک میں کسی چیز کو مکروہ سمجھنا لیکن دوسرے ملک میں مشتبہ ہونا مزید چک کا باعث بنتا ہے، یہ چک ولی اور غیر ولی کی شادی سے متعلق مسائل تک پھیلی ہوئی ہے، جس سے عوام کو ریلیف ملتا ہے۔